بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:

بِسْمِ اللهِ وَالحَمْدُ للهِ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَمَنْ وَالَاهُ ، أَمَّا بَعْد:

020: برکت قرآن۔

ارشاد باری تعالی ہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

﴿كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿٢٩﴾﴾ (ص:29)

اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجَالِ، ثُمَّ نَزَلَ الْقُرْآنُ فَعَلِمُوا مِنَ الْقُرْآنِ، وَعَلِمُوا مِنَ السُّنَّةِ" (متفق علیہ)

آج کی نشست کا موضوع ہے: "برکت قرآن"۔

قرآن مجید کی برکت کے متعلق آج ہم بات کرتے ہیں:

1- برکت کا کیا معنی ہے؟

2- برکت کیسے حاصل کی جاتی ہے؟

3- برکت حاصل کرنے کا کیا عملی طریقہ ہے؟اور اس سے پہلے ہم یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ قرآن کا تعلق امت قرآن سے کیسے ہے؟

4- دشمنانِ قرآن کا تعلق قرآن مجید سے کیسے ہے؟

مقدمے میں ایک اہم بات جس سے میں اپنی بات کا آغاز کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ اگر غور کرتے ہیں بعض لوگوں پر جو کتابیں پڑھتے ہیں تو وہ تقریباً پانچ قسم کے لوگ ہیں، کوئی بھی کتاب پڑھنے والے:

1- پہلی مثال، بعض لوگ ایسے ہیں آپ دیکھتے ہیں کہ کچھ پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے تھوڑی دیر کے بعد ہنستے ہیں مسکراتے ہیں، پھر تھوڑی دیر پڑھتے ہیں پھر ہنستے ہیں مسکراتے ہیں اور بعض اوقات قہقہے بھی لگاتے ہیں۔

2- دوسری قسم کے لوگ کچھ پڑھ رہے ہوتے ہیں اور اُن کے چہروں پر غم طاری ہوتا ہے، بعض لوگوں کی آنکھوں سے آنسو بھی نکل آتے ہیں اور بعض اوقات وہ رونا شروع کر دیتے ہیں۔

3- تیسری قسم کے لوگ کچھ پڑھ رہے ہوتے ہیں اور اُن کے ہاتھوں میں قلم ہوتا ہے پڑھتے پڑھتے کچھ نوٹ بھی کرتے ہیں کچھ لکھتے بھی ہیں (پڑھتے بھی جاتے ہیں اور کچھ نوٹ بھی کرتے جاتے ہیں) سوچتے ہیں، غور وفکر کرتے ہیں نوٹ کرتے ہیں پھر پڑھتے ہیں۔

4-چوتھی قسم کے لوگ کچھ پڑھ رہے ہوتے ہیں اور بعض اوقات وہ مسکراتے ہیں بعض اوقات حیران ہو جاتے ہیں، بعض اوقات غمگیں ہو جاتے ہیں لیکن جب پڑھ رہے ہوتے ہیں تو اُس پڑھائی کے ساتھ ساتھ وہ چلتے رہتے ہیں اُن کی حرکات اور سکنات اُس پڑھائی کے ساتھ ہوتی ہیں۔

5-اور پانچویں قسم کے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ پڑھتے جاتے ہیں پڑھتے جاتے ہیں اور کوئی بھی فرق اُن کو پڑتا نہیں ہے صرف وہ پڑھ رہتے ہوتے ہیں، نہ تو اُن کے چہرے کی سلوٹ میں کوئی تبدیلی نظر آتی ہے اور نہ وہ کچھ سوچتے ہیں وہ صرف پڑھتے رہتے ہیں۔

آپ یہ جانتے ہیں کہ:

- پہلی قسم کے لوگ وہ ہیں جو لطیفے کی کتاب پڑھتے ہیں، لطیفے کی کتاب ہے پڑھ رہے ہوتے ہیں ہنس رہے ہوتے ہیں قہقہے لگا رہے ہوتے ہیں۔
- دوسری قسم کے لوگ کتاب تو پڑھتے ہیں لیکن اُس میں کوئی غمگیں قصہ ہوتا ہے قصے کہانیاں پڑھتے ہیں آخر اُن قصے کہانیوں سے اُن کے آنسو بہہ جاتے ہیں۔
- تیسری قسم کے لوگ کوئی سائنس کی کتاب یا کوئی ریاضی کی کتاب پڑھتے ہیں جو پڑھتے ہیں وہ نوٹ بھی کرتے ہیں اور سمجھتے بھی ہیں۔
- چوتھی قسم کے لوگ اخبار پڑھ رہے ہوتے ہیں۔
- اور پانچویں قسم کے لوگ قرآن پڑھ رہے ہوتے ہیں۔

ہم قرآن مجید کیسے پڑھتے ہیں ہم نے کبھی سوچا ہے؟! کبھی قرآن مجید پڑھتے ہوئے ہماری آنکھیں تر ہوئی ہیں؟!

کبھی قرآن مجید پڑھتے ہوئے ہمارے جسم میں کوئی تبدیلی نظر آئی ہے؟! ہمارے چہرے پر کوئی تبدیلی نظر آئی ہے؟!

آخر کیا وجہ ہے کہ یہی قرآن مجید تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب نازل ہوا تو پتھر دل مشرکوں کی زندگی کو تبدیل کر دیا اور آج وہی قرآن ہے قرآن میں ایک حرف کی تبدیلی نہیں ہوئی لیکن آج مسلمان وہ مسلمان نہیں رہے جو اُس زمانے کے مسلمان تھے؟!

آج قرآن مجید کا اثر ہمارے دلوں میں کیوں نہیں ہوتا وجہ کیا ہے؟! اُن کے دلوں میں کیوں اثر ہوا تھا اس کی وجہ کیا ہے؟!

آج کی نشست میں میرا یہ مقصد ہے کہ:

- ہم سب مل کر یہ جان لیں کہ قرآن مجید سے ہم کیسے کامیاب ہو سکتے ہیں۔
- وہ کون سا علمی اور عملی طریقہ ہے جس پر عمل کرنے سے ہم قرآن مجید سے اپنی زندگی تبدیل کر سکیں، ہماری زندگی قرآن مجید سے کیسے تبدیل ہو سکتی ہے وہ کون سا طریقہ ہے۔

اور اس سے پہلے میں یہ طریقہ بیان کروں آیئے دیکھتے ہیں کہ امت قرآن کا تعلق قرآن مجید سے کیسا رہا اور میں دو گروہوں کی بات کروں گا:

1-پہلا گروہ ہے سلف صالحین کا، صحابہ کرام اور اُن کے جانشین تابعین اور اتباع التابعین ان کا تعلق قرآن مجید سے کیسا رہا۔

2-اور دوسرا گروہ ہے خلف کا جو بعد میں آنے والے ہیں ہم لوگ ہمارا تعلق قرآن مجید سے کیسا ہے۔

سلف کے تعلق سے میں چند باتیں پیش کرتا ہوں، معروف اور مشہور قصے ہیں میں صرف یاددہانی کے لیے بیان کرتا ہوں:

1-سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ معروف صحابی ہیں ایک آیت نازل ہوئی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰى تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ﴾ (آل عمران:92)

(تم اُس وقت تک بھلائی نہیں حاصل کر سکتے جب تک کہ وہ چیز اللہ تعالیٰ کے راستے میں نہ دے دو جو تمہیں زیادہ پسندیدہ ہے زیادہ محبوب ہے)
سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں غور و فکر کرتے ہیں کہ آخر میرے پاس وہ کون سی چیز ہے جو مجھے زیادہ محبوب ہے جسے میں زیادہ پسند کرتا ہوں، تو سوچتے سوچتے اُنہیں یاد آیا کہ ایک باغ ہے جس کا نام بیرُ حاء ہے (بیرُ حاء کا باغ مدینے کا مہنگا ترین باغ تھا) سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:
﴿لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰى تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ﴾: اور میں نے سوچا کہ میرے پاس وہ کون سی چیز ہے جو مجھے زیادہ پسندیدہ ہے زیادہ محبوب ہے تو میں نے دیکھا کہ میرا باغ ہے بیرُ حاء میں یہ باغ اللہ تعالیٰ کے راستے میں دینا چاہتا ہوں، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "اسے اپنے رشتے داروں میں تقسیم کردو جو فقیر ہیں مسکین ہیں"۔ اپنے گھر میں جاتے ہیں باغ کے اندر داخل نہیں ہوتے باہر سے آواز دیتے ہیں کہ اس باغ سے باہر نکل آؤ اب یہ باغ یہ گھر ہمارا نہیں رہا؛ اُس عظیم عورت کو دیکھیں بیوی کو دیکھیں کہ وہ باغ سے باہر نکلتی ہے اپنے بچوں کو بھی ساتھ لے جاتی ہے اور کہتی ہیں کہ خیریت تو ہے اندر کیوں نہیں آتے ہو؟ کہتے ہیں کہ اب یہ باغ ہمارا نہیں رہا یہ میں نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں دے دیا ہے، بچے کی جیب میں دو کھجوریں تھیں وہ بھی بچے کی جیب سے نکال کر اسی باغ میں رکھ دیں۔ بیرُ حاء کا باغ ایک آیت کریمہ سنی صرف ایک آیت سے اُن کی زندگی میں یہ تبدیلی آئی اور اپنی پسندیدہ چیز محبوب ترین چیز اور مہنگی ترین چیز اللہ تعالیٰ کے راستے میں دے دی۔
2-سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جاہلیت کے زمانے میں اتنے سنگدل تھے اُن کا قصہ مشہور ہے کہ انہوں نے اپنی چھوٹی بیٹی کو زندہ دفن کر دیا تھا اور خود فرماتے ہیں ایک مرتبہ روپڑتے ہیں تو صحابہ کرام کہتے ہیں کہ اے امیر المؤمنین! کیا ہو گیا ہے آپ کیوں رو رہے ہیں؟! کہتے ہیں کہ مجھے وہ زمانہ یاد آ گیا جب میں نے اپنے ان دونوں ہاتھوں سے اپنی دودھ پیتی ہوئی چھوٹی سی بچی کو زندہ قبر میں گاڑ دیا تھا، فرماتے ہیں کہ جب میں نے بچی کو قبر میں ڈالا اور مٹی اُس کے اوپر ڈالنا شروع کی تو میری داڑھی پر مٹی لگ گئی تھی جب قبر کھود رہا تھا تو وہ چھوٹی بچی جو ہے اپنے ننھے منے ہاتھوں سے میری داڑھی سی مٹی ہٹا رہی تھی مجھے تب بھی ترس نہیں آیا اُس پر اور میں نے اُسے زندہ گاڑ دیا! سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اسلام قبول کیا اور قرآن مجید کو سمجھا تو قرآن مجید سے اُن کی زندگی تبدیل ہو گئی، امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سورۃ الطور کی تفسیر میں کہ جب سیدنا عمر سورۃ الطور پڑھتے تو بے ہوش ہو جاتے۔
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ذرا غور کریں الفاظوں پر:

اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

﴿وَالطُّوۡرِ ۙ﴿۱﴾ وَ كِتٰبٍ مَّسۡطُوۡرٍ ۙ﴿۲﴾ فِىۡ رَقٍّ مَّنۡشُوۡرٍ ۙ﴿۳﴾ وَّالۡبَيۡتِ الۡمَعۡمُوۡرِ ۙ﴿۴﴾ وَالسَّقۡفِ الۡمَرۡفُوۡعِ ۙ﴿۵﴾ وَالۡبَحۡرِ الۡمَسۡجُوۡرِ ۙ﴿۶﴾
اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۙ﴿۷﴾ مَّا لَهٗ مِنۡ دَافِعٍ ۙ﴿۸﴾﴾ (الطور:1-8)

بے ہوش ہو جاتے ہیں !اور صحابہ کرام عیادت کے لیے جاتے تھے کہ آج امیر المؤمنین مریض ہیں اور آپس میں راستے میں یہ کہتے جاتے کہ لگتا ہے آج امیر المؤمنین نے سورۃ الطور پڑھی ہے۔ سورۃ الطور آج بھی قرآن میں موجود ہے ہم بھی پڑھتے ہیں اور جہری نماز میں امام کئی مرتبہ پڑھتے ہیں ہمارے دل میں کبھی اس سورۃ کی تاثیر ہوئی ہے ؟! بے ہوشی دور کی بات ہے تھوڑی سی ہمارے دل کی دھڑکن میں کوئی تبدیلی آئی ہے ؟! ہمارے چہرے کی سلوٹ میں کوئی تبدیلی آئی ہے ؟! ہمیں کوئی فرق پڑا ہے سورۃ الطور سننے یا پڑھنے سے پہلے اور بعد میں ؟! آپ جانتے ہیں کہ اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ کیا فرما رہے ہیں ؟! یہی وجہ ہے کہ ہمیں پتہ نہیں ہے ؛ کب معلوم کریں گے مرنے کے بعد ؟! یہ نہ کہیں کہ میرے پاس وقت نہیں ہے، ہمارے پاس وقت ہے یہ موبائل جو ہماری جیبوں میں ہے اس کا استعمال کہاں سے ہم نے سیکھا ہے کس طریقے سے یوز (Use) کرتے ہیں ؟! مشکل سے مشکل موبائل موجود ہیں اور بڑی آسانی سے لوگ انہیں استعمال کرتے ہیں، لیپ ٹاپ ہے دوسری چیزیں ہیں مشینریز ہیں ہم سب سیکھ جاتے ہیں اگر نہیں سیکھتے تو قرآن نہیں سیکھتے کیا منہ دکھائیں گے اللہ تعالیٰ کو ؟!

اللہ تعالیٰ قسم کھاتا ہے اس سورۃ میں کہ کوہِ طور کی قسم ہے، کتاب مسطور کی قسم ہے، بیت المعمور کی قسم ہے، سقف المرفوع کی قسم ہے، سلگتے ہوئے سمندر کی قسم ہے (بحرِ مسجور کی قسم ہے):

﴿إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۝٧﴾ یہ جواب القسم ہے کہتے ہیں (ربّ کا عذاب ہو کر رہے گا)

﴿مَّا لَهُ مِن دَافِعٍ ۝٨﴾ (کوئی اسے روک نہیں سکتا)

بے ہوش ہو جاتے ہیں ! سیدنا عمر بن خطاب امیر المؤمنین اُن کی زندگی میں اُن کو جنت کی خوشخبری سنائی گئی وہ بھی بے ہوش ہو جاتے ہیں کیا ہم بھی جنتی ہیں ؟! یقین ہے کہ جنت میں جائیں گے ہم کو کوئی فرق نہیں پڑتا ؟!

3-اب تیسرے صحابی کو دیکھیں سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مغرب کی نماز میں سنا (اور وہ اُس وقت کافر تھے اسلام قبول نہیں کیا تھا) میں نے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورۃ الطور پڑھ رہے تھے اور جب ان آیات کو تلاوت کیا اللہ تعالیٰ کا فرمان: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

﴿اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ۝٣٥ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ ۝٣٦ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ ۝٣٧﴾ (الطور:35-37)

فرماتے ہیں: "كاد قلبي أن يطير": میرا دل میرے سینے سے اُڑنے والا تھا، مجھے یوں محسوس ہوا کہ اب میرا دل میرے جسم سے نکل جائے گا۔ یہ چند آیات ہیں تین یا چار آیات سنیں !اور یہ متفق علیہ روایت ہے صحیح بخاری مسلم کی روایت ہے۔

4-سیدنا عبداللہ بن عباس کے ساتھ ایک مرتبہ اُن کے شاگرد ابن أبي مليكة تھے کسی سفر میں فرماتے ہیں کہ رات کو میں نے دیکھا سیدنا عبداللہ بن عباس اٹھتے ہیں تہجد کی نماز پڑھتے ہیں اور مجھے جب جاگ آئی میں نے محسوس کیا کوئی رو رہا ہے تو میں نے دیکھا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس قرآن مجید کی تلاوت کر رہے ہیں تہجد کی نماز میں اور ایک ایک لفظ کو الگ الگ پڑھ رہے ہیں آہستہ آہستہ پڑھ رہے ہیں اور رو رہے ہیں۔ سلف صالحین کا

تعلق ایسا تھا قرآن مجید کے ساتھ کہ اُن کی زندگی تبدیل ہوئی قرآن مجید سے آیئے دیکھتے ہیں کہ ہم خلف (بعد میں آنے والے) ہمارا تعلق کیسا ہے قرآن مجید سے، ہمیں کہا جاتا ہے "أمة القرآن، أهل القرآن، أصحاب القرآن" قرآن ہماری پہچان ہے، دیکھیں ہمارا کیسا تعلق ہے۔

مختلف لوگ ہیں امت میں آج اُن میں سے:

1- بعض لوگ قرآن مجید کو صرف تبرک کے لیے اپنے گھر میں رکھتے ہیں کہ بابرکت کتاب ہے، اور اونچی جگہ پر رکھتے ہیں اتنی اونچی ہوتی ہے کہ جہاں پر ہاتھ بھی نہ جاسکے آسانی سے صرف یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ مسلمانوں کا گھر ہے اس گھر کے اندر قرآن مجید موجود ہے۔

یہ قرآن مجید کی برکت نہیں ہے جیسے آگے بیان کروں گا میں۔

2- دوسری قسم کے لوگ قرآن مجید کو صرف ڈیکوریشن کے لیے رکھتے ہیں، خوبصورت پینٹنگ سے لکھ کر یا خوبصورت انداز میں کوئی تحریر لکھی ہے اُسے دیواروں میں چپکا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ برکت کے لیے ہے۔ قرآن مجید اس لیے نہیں نازل کیا گیا۔

3- تیسری قسم کے لوگ تلاوت کرتے ہیں حافظ بنتے ہیں اور اس لیے حافظ بنتے ہیں تاکہ وہ کچھ روزی کما سکیں۔

4- چوتھی قسم کے لوگ قرآن پڑھتے تو ہیں حافظ بننے کے لیے نہیں لیکن ختم کرنے کے لیے، اُن کا مقصد ہے کہ ختم کر لیں بس۔

5- پانچویں قسم کے لوگ قرآن مجید پڑھتے ہیں اور اُن کی سمجھ اتنی ضعیف ہے کہ قرآن مجید کی طرف غلط واقعات منسوب کرتے ہیں جیسا کہ نو گیارہ (9/11) کا واقعہ ہوا آپ نے سنا ہوگا کہ نیٹ پر کافی پمفلٹ بھی چھپے تھے بعض لوگوں نے یہ کہا کہ یہ واقعہ قرآن مجید میں سورۃ التوبہ میں موجود ہے یہ تو ہونے والا تھا؛ جس سے قرآن مجید بری ہے۔

6- کچھ اور لوگ ہیں امت میں سے جو قرآن مجید کو سمجھنا تو چاہتے ہیں لیکن اپنی خواہش نفس کے مطابق کہ جیسے وہ چاہتے ہیں ویسے سمجھنا چاہتے ہیں جیسے اُن کا دل کرتا ہے۔

7- ساتویں قسم کے لوگ ایسے ہیں جو قرآن مجید کو محض اپنے اماموں کے فہم سے سمجھنا چاہتے ہیں، جیسے اُن کے امام سمجھتے ہیں جو اُن کے نظریات ہیں اُن کی اندھی تقلید کرتے ہوئے وہی سمجھنا چاہتے ہیں۔

8- آٹھویں قسم کے لوگ ایسے ہیں جو قرآن مجید کو صرف اپنی عقل اور منطق کی بنیاد پر سمجھنا چاہتے ہیں۔

9- نویں قسم کے لوگ ایسے ہیں جو قرآن مجید کو صرف جادو اور تعویذ کے لیے استعمال کرتے ہیں، تعویذ لٹکا ہوا ہے چاہے گلے میں ہو چاہے کندھے پر ہو یا بازو میں ہو کہتے ہیں کہ یہی برکت کافی ہے قرآن مجید کی؛ عجیب سی برکت ہے یہ!

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "مَنْ تَعَلَّقَ تَمِيمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ": تعویذ لٹکانا شرک ہے اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس میں برکت ہے! اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو اس لیے نازل نہیں فرمایا۔

10- اور آخری گروہ ایسا ہے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید کو سمجھنا ہے اُس کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے اور سمجھنا ہے سلف صالحین کی سمجھ کے مطابق، صحابہ کرام، تابعین اور ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين اُن کی سمجھ کے مطابق سمجھنا ہے اور یہی لوگ حق پر ہیں اور یہی لوگ اہل سنت والجماعت ہیں۔

ہم لوگ ذرا غور و فکر کریں کہ ہم لوگ کس گروہ میں ہیں؟ یہ دس گروہ میں نے آپ کے سامنے رکھے ہیں ہم کہاں پر ہیں؟اپنا تجزیہ کریں اپنا محاسبہ کریں اس سے پہلے کہ ہم سے حساب لیا جائے، ہم نے حساب دینا ہے سب نے دینا ہے، قرآن مجید قیامت کے دن یا تو حجت ہو گا ہمارے لیے یا ہمارے اوپر حجت ہو گا تو آج دیکھیں کہ ہمارا تعلق کیسا ہے قرآن مجید سے۔

یہ تو تھے اہل قرآن دیکھیں دشمنانِ قرآن کا تعلق قرآن مجید سے کیسا ہے معروف تو یہی ہے کہ وہ دشمن ہیں۔جی ہاں! ظاہر اًوہ دشمن ہیں لیکن باطناً اپنے دل سے بعض نے دل کی بات اپنے منہ سے بیان ہی کر دی ہے میں آپ کو دو قصے بیان کرتا ہوں دو مثالیں دیتا ہوں:

1- پہلی مثال نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں "الولید بن المغیرۃ" خالد بن ولید کے والد، سیدنا خالد بن ولید معروف صحابی ہیں اُن کے والد کا نام ہے الولید بن المغیرۃ کافر تھے دشمن تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک مرتبہ مشرکین کی جماعت آپس میں بیٹھے ہوئے تھے باتیں کر رہے تھے تو کسی نے کہا کہ اے ولید! تم بڑے سمجھدار انسان ہو تم ذرا محمد کے پاس تو جاؤ اور دیکھو وہ کیا کہتا ہے، تم دیکھتے نہیں ہو کہ اُس نے ہمارے بیچ میں تفرقہ پیدا کر دیا ہے باپ کو بیٹے سے اور بیٹے کو باپ سے جدا کر دیا ہے، بھائی کو بھائی سے جدا کر دیا ہے یہ عجیب سا فتنہ لے کر آیا ہے ذرا سمجھاؤ تو سہی۔ولید بن مغیرۃ جاتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن مجید کی چند آیات سنا دیتے ہیں، ولید واپس آتا ہے اُس کا رنگ اُڑا ہوا ہوتا ہے جب اُس کے دوست اُس کے ساتھ دیکھتے ہیں تو آپس میں کہتے ہیں کہ لگتا ہے محمد کا جادو اس پر بھی چل گیا ہے یہ جس چہرے سے گیا تھا اُس چہرے سے واپس نہیں آ رہا۔

ذرا الفاظوں پر غور کریں کہ الولید بن المغیرۃ کہتا کیا ہے، ولید کہتا ہے: "واللہ!" (اللہ تعالیٰ کی قسم!)۔

کیا مشرکین بھی قسم کھاتے تھے؟ جی ہاں! مشرکین عرب اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے، وہ یہ مانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ واحد ربّ ہے، وہ یہ مانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو پیدا کیا ہے وہی مشکل کشا وہی حاجت روا ہے، وہی خالق ہے مالک ہے وہی تدبیر کرتا ہے یہ مانتے تھے لیکن اُن کا ایک مسئلہ تھا:

﴿اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۖۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝﴾ (ص:5)

(ایک معبود ہم نہیں مانتے، اللہ تعالیٰ کو ربّ تو مانتے ہیں لیکن ایک معبود کی جو بات ہے یہ ہماری عقل سے باہر ہے یہ حیران کن بات ہے یہ عجب باتیں کرتے ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم))

ولید کہتا ہے: "واللہ!" (اللہ تعالیٰ کی قسم!) "لقد سمعت من محمد آنفاً کلاماً" (میں ابھی ابھی تھوڑی دیر پہلے محمد سے ایک کلام سن کر آیا ہوں) "ما هو من کلام الإنس ولا الجن" (اللہ کی قسم یہ کلام جو میں سن کر آیا ہوں نہ تو یہ انسان کا کلام ہے اور نہ ہی جن کا کلام ہے) "وإنَّ له لحلاوة، وإنَّ علیه لطلاوة" (مٹھاس ہے ان الفاظوں میں خوبصورت الفاظ ہیں یہ) "وإنَّ أعلاه لَمُثمِر، وإنَّ أسفَلهُ لَمُغدِق" (اس میں خیر ہی خیر ہے اس کے لفظوں کو دیکھیں فائدہ مند ہیں فروٹ فُل ہیں خوبصورت ہیں، اس کے معنی کو دیکھیں اس سے زیادہ خوبصورت ہیں) ،آخر میں کہتے ہیں: "وإنّه یعلو ولا یُعلی علیه" (اور یہ سب پر بلند ہے اس کلام پر کوئی دوسرا کلام بلند ہو نہیں سکتا)۔

یہ گواہی ہے ایک کافر کی یہ الگ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو توفیق نہیں دی، اُن کے دلوں پر کفر کی مہر لگی ہوئی تھی وہ یہی چاہتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو توفیق نہیں دی لیکن گواہی اُن کی زبانی اللہ تعالیٰ نے ہمیں سنائی ہے۔

یہ تو اُس زمانے کا تھا چودہ سو سال پہلے آج کے زمانے کے ایک کافر کی یہ گواہی بھی سن لیں:

2- جوزف رینن (Joseph Rainone) جو فرنچ فلاسفر ہے معروف یہ کہتا ہے کہ میری لائبریری میں جو گھر میں ہے ہزاروں کتابیں ہیں (ہزاروں، سینکڑوں نہیں) اُن میں سے اکثر کتابیں میں نے ایک مرتبہ بھی نہیں پڑھیں صرف خوبصورتی کے لیے ہیں ڈیکوریشن کے لیے ہیں مجھے شوق ہے کتابیں اکٹھی کرنے کا، اور بعض ایسی کتابیں ہیں جو میں نے صرف ایک مرتبہ پڑھی ہیں، میری پوری لائبریری میں صرف ایک ایسی کتاب ہے جس کو بار بار پڑھنے کا دل کرتا ہے اور خاص طور پر جب میں پریشان ہوتا ہوں غمزدہ ہوتا ہوں میرا دل کرتا ہے کہ میں وہ کتاب پڑھوں اور میری پریشانی اُس کتاب کو پڑھنے کے بعد دور ہو جاتی ہے اور وہ کتاب ہے مسلمانوں کی کتاب قرآن۔

آخر میں وہ کہتا ہے: "اگر کوئی یہ جاننا چاہتا ہے یہ عقیدہ رکھنا چاہتا ہے لوگوں میں سے کہ کوئی کتاب آسمان سے نازل ہوئی ہے تو وہ یہ قرآن ہے کوئی دوسری کتاب نہیں ہے کیونکہ اس کے اندر وہ خصوصیات ہیں جو دنیا کی کسی کتاب میں بھی نہیں ہیں"۔ ایک فرنچ فلاسفر گواہی دیتا ہے کہ جب وہ پریشان ہوتا ہے قرآن مجید پڑھتا ہے ہم پریشان ہوتے ہیں تو ہم کیا پڑھتے ہیں قرآن مجید پڑھتے ہیں؟! کیا ہو گیا ہے آج ہمیں ہمارا قرآن مجید کے ساتھ تعلق کیسا ہے؟! یہ تعلق ہے ہمارا کہ آج ایک کافر گواہی دے رہا ہے کہ تمہاری کتاب سے مجھے سکون ملتا ہے؟! آج ہمیں سکون کہاں سے ملتا ہے جب ہم پریشان ہوتے ہیں ہم کیا پڑھتے ہیں ہم کیا کرتے ہیں؟! گانے سنتے ہیں کوئی فلم دیکھ لیتے ہیں کوئی قصہ پڑھ لیتے ہیں کوئی گیم کھیل لیتے ہیں بہت سارے راستے ہیں نا ہمارے پاس قرآن مجید کا راستہ کہاں ہے؟!

کب پڑھیں گے قرآن مجید ہم اور کب قرآن مجید ہمارے دل کے اندر سکون اور ٹھنڈک پیدا کرے گا؟!

ہم یہ جان چکے ہیں کہ سلف کا تعلق کیسا تھا ہمارا خلف کا تعلق کیسا ہے اور کچھ کافروں کی بات میں نے کی ہے آپ یہ جانتے ہیں کہ وہ کون سا راز ہے جس کی وجہ سے سلف تو اُس قرآن مجید سے کامیاب ہو گئے صحابہ کرام اور اُن کے جانشین اُن کی کامیابی کی بنیاد یہی قرآن ہے؟ اللہ تعالیٰ کی وحی ہے جو قرآن اور صحیح حدیث پر مشتمل ہے جیسے میں آگے بیان کروں گا کہ قرآن مجید کو بغیر صحیح حدیث کے آپ سمجھ نہیں سکتے تو یہی قرآن مجید جو ہمارے دین کی بنیاد ہے اسی قرآن مجید نے اُن کی زندگی کی تبدیل کر دیا ہے لیکن وہ راز کیا ہے جس راز کو اُن لوگوں نے سمجھ لیا اور آج ہم نہیں سمجھ پا رہے؟

راز یہ ہے کہ اُن کو پتہ تھا ایک بنیادی بات ہے جس سے آج ہم غافل ہیں کہ قرآن مجید کا تعلق جسم کے کس حصے سے ہے، کیا وہ حصہ کان ہے زبان ہے آنکھیں ہیں کس حصے سے تعلق ہے قرآن مجید کا وہ یہ جان چکے ہیں کہ قرآن مجید کا تعلق دل سے ہے جب دل سے قرآن مجید کو پڑھا جاتا ہے تب یہ زندگی بھی تبدیل ہوتی ہے لیکن جب صرف زبان سے پڑھا جاتا ہے صرف آنکھوں سے پڑھا جاتا ہے دیکھا جاتا ہے صرف کانوں سے سنا جاتا ہے تو اُس کا اثر صرف وہیں تک رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ۝۲۴﴾ (محمد:24)

(کیا یہ قرآن مجید پر غور و فکر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں)

قفل نہیں، ایک تالا نہیں: ﴿اَقْفَالُهَا﴾: جمع ہے تالے لگے ہوئے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے کیا ہمارے دلوں پر بھی تالے لگے ہوئے ہیں ہم نہیں سمجھ سکتے اللہ تعالیٰ کے بابرکت کلام کو؟! یہی وجہ ہے کہ آج ہم پیچھے ہیں، آج ہم ذلیل ہیں آج ہم پریشان ہیں کہ قرآن مجید کو ہم نے دل سے پڑھا ہی نہیں ہے اور کوشش بھی نہیں کی ہے!

تو قرآن مجید کی برکت کہاں پر ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝۲۹﴾ (ص:29)

(یہ بابرکت کتاب جسے ہم نے آپ کی طرف نازل فرمایا ہے کہ لوگ اُس کی آیتوں پر غور وفکر کریں اور عقلمند اُس سے نصیحت حاصل کریں)

قرآن مجید کی برکت اُس کے تدبّر میں ہے قرآن مجید کی برکت اُس پر غور وفکر کرنے میں ہے؛ یہ سورۃ ص آیت نمبر 29 ہے تفسیر پڑھ لیں اس آیت کریمہ کی دیکھیں علماء کیا کہتے ہیں کتنی پیاری باتیں فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی برکت کیسے حاصل کی جاتی ہے۔

تدبّر کا معنی کیا ہے اس سے پہلے ہم یہ جان لیں کہ برکت کسے کہتے ہیں؟ یاد رکھیں برکت کا معنی ہے کہ خیر اور بھلائی کی کثرت اور اُس میں مضبوطی اور پائیداری کو کہتے ہیں برکت۔

اور قرآن مجید کو ہم سب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اللہ تعالیٰ کی وحی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا ہے، تئیس سال کے عرصے میں یہ نازل ہوا ہے جبریل اٰمین علیہ الصلاۃ والسلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا ہے، سورۃ الفاتحہ سے اس کی ابتداء ہوتی ہے اور سورۃ الناس سے اس کا اختتام ہوتا ہے یہ قرآن مجید ہے۔

اور تدبّر کا معنی کیا ہے؟ تدبّر کا معنی ہے کہ قرآن مجید کے الفاظ اور آیات پر خاص طریقے سے غور وفکر کرنا جس کے ذریعے سے صحیح سمجھ، دل پر اثر اور جسم سے عمل ممکن ہو جس کا نتیجہ ہدایت اور تقویٰ اور کامیابی ہو۔

الغرض مومن موحد متقی اور کامیاب مسلمان بن جائے، ﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝۲﴾ کی تحقیق ہوتی ہے قرآن مجید پر تدبّر کرنے سے (البقرۃ:2)۔

تدبّر کے پانچ مرحلے ہیں اگر ان کو ہم سمجھ لیں تو ان شاءاللہ تدبّر آسان ہو جائے:

1-پہلا مرحلہ ہے جاننا۔

2-دوسرا ہے سمجھنا۔

3-تیسرا ہے سوچنا، غور وفکر کرنا۔

4-دل پر اُس کی تاثیر ہونا۔

5-اور پانچواں اُس پر عمل کرنا۔

یہ پانچ مرحلے ہیں درجات ہیں ایک پھر اُس کے بعد دوسرا پھر تیسرا، یہ سیڑھیاں ہیں:

1-سب سے پہلی ہے یعنی تدبّر قرآن کی ابتداء کہاں سے کریں؟ جاننے سے۔

جانیں گے کیسے؟ دو طریقے ہیں: (۱) یا تو اگر خود پڑھ سکتے ہیں تو پڑھیں۔ (۲) اور اگر خود نہیں پڑھ سکتے تو سنیں۔

جاننے کے دو طریقے ہیں کہ یا تو پڑھنا ہے یا سننا ہے اور یاد رکھیں اکثر صحابہ جو تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی اُمّی تھے پڑھنے لکھنے والے نہیں تھے اور قرآن مجید کو صرف سنتے تھے سمجھتے تھے۔

کہاں سے جانیں گے ؟ کون سا وہ طریقہ ہے جس سے ہم جان سکتے ہیں ؟ مختلف طریقے ہیں :

(۱) ایک ہے عقل کا طریقہ منطق کا طریقہ۔ (۲) دوسرا ہے کشف، ذوق، وجد، خواب یا اپنی رائے۔

(۳) اور تیسرا طریقہ ہے صحابہ کرام اور سلف صالحین کی سمجھ کے مطابق۔

یاد رکھیں کہ ایک ہی طریقہ ہے جو حق طریقہ ہے جو کامیابی کا راستہ ہے جو صراط مستقیم ہے اس لیے ہم کیا پڑھتے ہیں سورۃ الفاتحہ میں ؟

﴿اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۙ‏ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ۙ﴾ (الفاتحة:5-6)

یہ کون ہیں ﴿ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ﴾؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم أجمعین، پھر اُن کے جانشین انہوں نے قرآن مجید کو کیسے سمجھا ہمیں بھی ویسے ہی سمجھنا چاہیے، تو جانیں گے قرآن مجید کو صحابہ کرام اور سلف صالحین کی سمجھ کے مطابق۔

کیسے جانیں گے عربی تو ہم جانتے نہیں ہیں ؟ یہ جو جاننے کی بات کر رہا ہوں ترجمے کے ساتھ یعنی قرآن مجید پڑھیں ترجمے کے ساتھ۔

ترجمہ کون سا؟ بہت سارے تراجم موجود ہیں، بعض تراجم رائے کی بنیاد پر ہیں بعض عقل اور منطق کی بنیاد پر ہیں، بعض کشف ذوق اور وجد اور خوابوں کی بنیاد پر ہیں یہ سارے باطل ہیں، یاد رکھیں ترجمہ وہی صحیح ہے جو ترجمہ صحابہ اور سلف صالحین کی سمجھ کے مطابق ہو۔ اور صحابہ کرام نے کہاں سے سمجھا قرآن مجید کو اپنی عقل سے اپنی مرضی سے ؟ نہیں ! سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم سے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

2- جو دوسرا درجہ ہے تدبّر کا وہ ہے سمجھنے کا اور اسے کہتے ہیں تدبّر کی بنیاد؛ سمجھنا تدبّر کی بنیاد ہے اور سمجھنا کیسے ہے ؟ ترجمہ تو جان لیا ہم تفصیل نہیں جانتے تو تفصیل ہم جانیں گے اس کے دو طریقے ہیں ایک مشکل ہے ایک آسان :

(۱) مشکل طریقہ یہ ہے کہ خود جدوجہد کر کے قرآن مجید کو سمجھیں، اس کے لیے خاص علم ہے "اصول تفسیر ہے، پھر قواعد تفسیر ہیں، عربی زبان ہے، اصول فقہ ہے، عربی گرامر ہے" یہ مختلف علوم آپ حاصل کرتے ہیں پھر آپ اس کو سمجھ سکتے ہیں۔

(۲) دوسرا طریقہ ہے جو آسان ہے کہ سلف صالحین کی تفسیر سے قرآن مجید کو سمجھو اور یہ تفسیر موجود ہے "تفسیر ابن کثیر، تفسیر ابن جریر، تفسیر سعدی ہے، تفسیر بغوی ہے، تفسیر أحسن البیان ہے" یہ مختلف تفاسیر جو ہیں موجود ہیں اور یہ تفسیر جو ہے اسے کہتے ہیں "التفسیر بالأثر" جس میں آثار ہیں احادیث ہیں صحابہ کرام کے اقوال ہیں تابعین کے اقوال ہیں۔ اور جو دوسری قسم ہے وہ تفسیر بالرائے ہے جس میں اپنی رائے بیان کی جاتی ہے جو میں نے کہا ہے کہ یہ درست نہیں ہوتی کافی غلطیاں ہوتی ہیں اُس میں۔

3- تیسرا جو مرحلہ ہے یا تیسرا درجہ ہے تدبّر کا وہ ہے تفکّر، سوچنا، غور و فکر کرنے کا درجہ ہے اور یہی تدبّر کی جان ہے، تدبّر کی جان غور و فکر میں ہے۔

5/4- اور باقی جو دو درجات ہیں چوتھا اور پانچواں جو دل کا اثر یہ تدبّر کا مقصد ہے اور پانچواں اُس پر عمل کرنا (جسم سے عمل) یہ تدبّر کی انتہا ہے۔

اصل جان جو ہے تدبّر کی وہ ہے غور و فکر کرنا تو غور و فکر کیسے کیا جاتا ہے ؟ یاد رکھیں اس کے چھ مرحلے ہیں غور و فکر کرنے کے :

1-پہلا مرحلہ یہ ہے کہ جب بھی غور و فکر کرنا ہے قرآن مجید پر تو آپ کے اندر ایک خاص احساس ہونا چاہیے یہ خاص احساس کیا ہے :

(۱)جب بھی قرآن مجید پڑھیں تو دل سے اس احساس کے ساتھ پڑھیں کہ قرآن مجید سے ہم زندہ ہیں اس کے بغیر ہم مردہ ہیں۔

(۲)قرآن مجید سے ہم بینا ہے اس کے بغیر نابینا ہیں۔

(۳)قرآن مجید سے ہم ہدایت یافتہ ہیں اس کے بغیر گمراہ ہیں۔

یہ تصور اپنے ذہن میں ضرور رکھیں جب بھی قرآن مجید پر تدبّر کریں۔

2-دوسرا مرحلہ ہے غور و فکر کرنے کا کہ یہ اچھی طرح جان لیں قرآن مجید کا خطاب مجھ سے ہے اور خاص طور پر میرے دل سے ہے۔

عام طور پر جب قرآن مجید پڑھتے ہیں اور آیت ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا﴾ ہم دائیں بائیں دیکھتے ہیں کہ شاید یہ خطاب اُس کے لئے ہے یا اُس کے لیے ہے اور اپنے آپ کو اُس میں شمار کرتے نہیں ہیں تو کیا تم مومن نہیں ہو تمہیں شک ہے اپنے ایمان پر ؟ ! ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا﴾ میں یہ خطاب سب مسلمانوں کے لیے ہے سب مومنوں کے لیے ہے اور یہ خطاب تمہارے دل سے ہے خاص طور پر ؛ جیسے میں نے بیان کیا ہے کہ قرآن مجید کا تعلق بنیادی طور پر دل سے ہی ہے قرآن مجید اٹھا کر دیکھ لیں آپ قرآن زیادہ سے زیادہ جسم کے کس حصے کو بیان فرماتا ہے ؟ دل سب سے زیادہ۔ اس کا معنی یہ ہے کہ قرآن کا تعلق دل سے بہت گہرا ہے مضبوط تعلق ہے۔

3-اچھا غور و فکر تو کر رہے ہیں یہ دو مرحلے تو ٹھیک ہیں کہ خطاب بھی مجھ سے ہے میرے دل سے ہے اور میں یہ بھی جان چکا ہوں کہ جب میں نے تدبّر کرنا ہے تو سب سے پہلے میں نے تیار ہونا ہے تدبّر کے لیے اور میں نے یہ دل میں نیت رکھنی ہے یہ سوچ رکھنی ہے کہ اس قرآن سے میں زندہ ہوں اس کے بغیر میں مردہ ہوں قرآن مجید سے میں بینا ہوں اس کے بغیر میں نابینا ہوں اور قرآن مجید سے میں ہدایت یافتہ ہوں اور اس کے بغیر میں گمراہ ہوں تیسرا مرحلہ یہ ہے کہ قرآن مجید پر غور و فکر کرنے کے لیے کہ کیسے پڑھیں ؟

پڑھنے کا کوئی خاص انداز کوئی طریقہ ہے ؟ اُس کا طریقہ ہے کہ آہستہ آہستہ ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿وَقُرۡاٰنًا فَرَقۡنٰهُ لِتَقۡرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكۡثٍ وَّنَزَّلۡنٰهُ تَنۡزِيۡلًا ۝﴾ (الاسراء:106)

(یہ جو قرآن ہے ہم نے اسے آہستہ آہستہ نازل فرمایا ہے تاکہ لوگ اسے آہستہ آہستہ پڑھیں)

﴿وَرَتِّلِ الۡقُرۡاٰنَ تَرۡتِيۡلًا ۝﴾ (المزمل:4) (ترتیل کرو قرآن مجید کی)

اور ترتیل کہتے ہیں اچھی آواز سے آہستہ آہستہ پڑھنا۔

4-چوتھا مرحلہ ہے کہ آہستہ آہستہ پڑھنا ہے یہ بھی ہم جان چکے ہیں لیکن شروع کہاں سے کریں ؟ قرآن مجید اتنی بڑی کتاب ہے کہاں سے شروع کروں تدبّر کے لیے غور و فکر کرنے کے لیے ؟ یاد رکھیں سلف صالحین کا جو طریقہ ہے جیسے میں نے کہا ہے ہم نے اُن ہی کے طریقے کی اتباع کرنی ہے اُن کا طریقہ یہ تھا کہ قرآن مجید پر غور و فکر کیا اُس طریقے سے جیسے قرآن مجید نازل ہوا ہے اُسی ترتیب سے۔

سب سے پہلی سورۃ کون سی نازل ہوئی؟ سورۃ العلق کی پہلی پانچ آیات:

﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝﴾ (العلق:1-5)

یہاں سے شروع کرتے تھے غور وفکر کرنا انہیں کہتے ہیں آیات الا یمان۔

قرآن مجید میں دو قسم کی آیات ہیں، پہلی قسم ہے آیات الا یمان، دوسری قسم ہے آیات الاحکام:

(۱) آیات الا یمان کا معنی ہے وہ آیات جن میں عقیدے کا ذکر ہے ایمان کا ذکر ہے جن سے ایمان مضبوط ہوتا ہے، تجدید ایمان تقویت ایمان ہوتی ہے۔

(۲) دوسری قسم کی وہ آیات ہیں جن میں احکام ہیں عبادات ہیں اور معاملات ہیں، طہارت کے مسائل ہیں، نماز کا حکم ہے روزے کا حکم ہے زکوۃ کا حکم ہے حج کا حکم ہے، والدین کی فرمانبرداری ہے، طلاق کے مسائل ہیں، نکاح، یہ سارے کے سارے احکام ہیں۔

تو شروع کہاں سے کرنا ہے؟ آیات الا یمان سے، اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"إِنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجَالِ" (امانت جو ہے ایمان جو ہے وہ لوگوں کے دلوں کی جڑوں میں نازل ہوا (دلوں میں نہیں دلوں کی جڑوں میں نازل ہوا))

"ثُمَّ نَزَلَ الْقُرْآنُ" (پھر قرآن مجید نازل ہوا)

"فَعَلِمُوا مِنَ الْقُرْآنِ" (پس قرآن مجید سے علم حاصل کیا)

"وَعَلِمُوا مِنَ السُّنَّةِ" (اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کیا)

تو علم قرآن مجید سے اور عمل حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، اور یہ روایت متفق علیہ روایت ہے (صحیح بخاری مسلم کی روایت ہے)۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "والأمانة هي الايمان": اس حدیث میں امانت کا ذکر ہے اور امانت ہی ایمان ہے کیونکہ یہی دین کی بنیاد ہے۔

اور سیدنا جندب رضی اللہ تعالی عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے اور کمسن لڑکے تھے تو ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیکھا ہے قرآن مجید کو اور ہم نے ایمان کو پہلے سیکھا ہے بعد میں قرآن کو سیکھا ہے۔

یعنی آیات الا یمان پہلے اور آیات الاحکام بعد میں۔

5- پانچواں مرحلہ غور وفکر کرنے کا کہ یہ تو ہم نے جان لیا کہ آیات الا یمان پڑھنی ہیں لیکن ہم پڑھنی کہاں سے ہے اس کی ترتیب کیا ہے؟

یاد رکھیں اس کی ترتیب ہے کہ پہلے سور المفصل جو ہیں وہ پڑھیں جن کو محکم بھی کہتے ہیں اور سور المفصل جو ہیں وہ سورۃ ق سے لے کر سورۃ الناس تک ہیں، یہ چھوٹی چھوٹی سورتیں ہیں چھوٹی چھوٹی آیتیں ہیں اور ان میں ایمانیات ہیں۔

اور جو آسان ترتیب ہے جس پر غور و فکر کرنا ہے تو یوں شروع کریں:

(۱) سورۃ العلق (۲) سورۃ المدثر (۳) سورۃ المزمل (۴) سورۃ القلم (۵) پھر سورۃ الضحیٰ (۶) پھر سورۃ اللھب (۷) پھر سورۃ التکویر (۸) پھر سورۃ الاعلیٰ (۹) پھر سورۃ اللیل (۱۰) پھر العادیات (۱۱) پھر التکاثر (۱۲) پھر الماعون (۱۳) پھر القارعۃ (۱۴) پھر النجم (۱۵) پھر الطور (۱۶) پھر القیامۃ۔

اور ان کے ساتھ ساتھ آخر میں جو ہے: (۱۷) سورۃ الاخلاص (۱۸) الفلق (۱۹) والناس (۲۰) اور پھر سورۃ الفاتحہ۔

یہ تقریباً 20 کے قریب سورتیں ہیں غور و فکر اس طریقے سے جیسے میں نے بیان کیا ہے ویسے کرنا ہے۔

6- جو چھٹا مرحلہ ہے وہ علمی مرحلہ ہے کہ غور و فکر کا طریقہ کیا ہے؟ غور و فکر کا طریقہ یہ ہے کہ الفاظوں پر غور و فکر کریں، انداز بیان پر غور و فکر کریں کہ انداز بیان کیسا ہے، مختلف انداز بیان ہیں:

(۱) بعض اوقات قسم کا انداز بیان ہوتا ہے۔ (۲) بعض اوقات استفہام ہوتا ہے سوالیہ جملہ ہوتا ہے۔

(۳) بعض اوقات وعید ہوتی ہے۔ (۴) بعض اوقات وعد ہوتا ہے۔

تو یہ انداز بیان سمجھنا ہے، اور اسی طریقے سے قرآن مجید کی مثالوں پر غور و فکر کرنا، قرآن مجید کے قصوں پر غور و فکر کرنا۔ قرآن مجید کی ترتیب اور جو سب سے بنیادی بات ہے اچھی طرح یاد رکھیں کہ جب بھی کوئی سورۃ پڑھیں تو اُس سورۃ یا اُس آیت کے اندر کم سے کم ایک یا ایک سے زیادہ بنیادی پیغام ہوتے ہیں اور اس بنیادی پیغام کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ کو نازل فرمایا ہے وہ بنیادی پیغام کیا ہے اس پر غور و فکر کرنا ہے۔

اگر آپ قرآن مجید پڑھتے ہیں کوئی سورۃ پڑھتے ہیں اور آپ کو سورۃ پڑھنے کے بعد کوئی ایک پیغام بھی نہیں ملتا تو آپ نے کوئی تدبّر نہیں کیا ہے کوئی غور و فکر کیا نہیں ہے۔

بنیادی پیغام بالکل آسان ہوتا ہے بعض اوقات ایک ہوتا ہے اور بعض اوقات ایک سے زیادہ ہوتے ہیں تو بنیادی پیغام کو جاننا ضروری ہے، مثال کے طور پر:

(۱) سورۃ الاخلاص دیکھیں:

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝۲ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝۳ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝۴﴾ (الاخلاص:1-4)

کیا بنیادی پیغام ہے؟ اس سورۃ کا نام ہی بنیادی پیغام ہے سورۃ الاخلاص ہے۔

بنیادی پیغام اخلاص ہے اخلاص جانتے ہو کیا ہے؟ اخلاص کسے کہتے ہیں یہ ہم نے جاننا ہے۔

(۲) سورۃ العصر کو دیکھ لیں:

﴿وَالْعَصْرِ ۝۱ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝۲ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝۳﴾
(العصر:1-3)

کیا بنیادی پیغام ہے؟ بنیادی پیغام ہے کہ کامیابی کی بنیادیں کیا ہیں، اگر کوئی شخص کامیاب ہونا چاہتا ہے خسارے سے بچنا چاہتا ہے تو وہ کیا طریقہ ہے، اس ایک سورۃ میں دنیا اور آخرت کی کامیابی موجود ہے۔

چھوٹی سی سورۃ ہے ہم بار بار پڑھتے ہیں بار بار سنتے ہیں ہمارے بچے یاد کر چکے ہیں لیکن بنیادی پیغام کیا ہے؟ بنیادی پیغام ہے کامیابی کی چار بنیادیں ہیں کون سی ہیں:

- "الایمان": اور ایمان علم کا نام ہے۔
- دوسرا ہے: ﴿وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾: علم پر عمل کریں۔
- تیسرا ہے: ﴿وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ﴾: عمل کرنے کے بعد دوسروں کا حق ہے کہ اُن تک اس دعوت کو پہنچایا جائے۔

اور ﴿تَوَاصَوْا﴾ کا لفظ ہے ﴿تَوَاصَوْا﴾ تفاعل ہے دو لوگوں کے بیچ میں ہوتا ہے، آپ نصیحت دوسروں کو بھی دیں اور خود بھی نصیحت دوسروں سے لیں، یہ انصاف نہیں ہے کہ آپ صرف نصیحت دیتے رہیں۔

- اور آخر میں ہے: ﴿وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝۳﴾: علم ہے، عمل ہے، حسن اخلاق ہے اور صبر حسن اخلاق کی بنیاد ہے، یہ چار چیزیں اگر کسی کی زندگی میں آجائیں تو وہ انسان کامیاب ہے۔ یہ کامیابی کی بنیادیں ہیں۔

اب وقت ختم ہوا ہے ورنہ میں ایک دو مثالیں اور بھی دیتا، سورۃ العلق کی تفسیر میں گزارش کرتا ہوں کہ گھر جا کر پڑھ لیں اسی طریقے سے جو طریقہ میں نے بیان کیا ہے کہ ہم غور و فکر کرنا ہے اور دیکھیں کہ سورۃ العلق کا بنیادی پیغام کیا ہے اللہ تعالی نے اس سورۃ سے ابتداء کیوں کی ہے ،سب سے پہلا پیغام ﴿اِقْرَاْ﴾ فعل اَمر ہے کیوں ہے اس پر ذرا غور و فکر کریں کہ اللہ تعالی ہمیں کیا پیغام دینا چاہتا ہے، واللہ! اس ایک آیت کے اندر تربیت اور تعلیم کے ارکان اور بنیادیں ہیں۔

پوری دنیا میں جو تربیت اور تعلیم ہو رہی ہے اُس کی بنیادیں اس ایک آیت میں ہیں، نظام تعلیم اگر کسی ملک نے کسی قوم نے کسی معاشرے نے بہتر کرنا ہے تو اس ایک آیت پر عمل کر لیں بس: ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝۱﴾ (العلق:1) کافی ہے (واللہ أعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس 020: برکت قرآن سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio